

فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو

سعادت کونین

تصنیف لطیف: شاہ ولی اللہ درج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الہی! میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تیری حمد و ثنا میں قاصر ہوں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی گنہ نہیں بخشتا اور بغیر تیرے کوئی میری مدد نہیں کر سکتا رنج و راحت میں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تجھی کو اپنے تئیں سوچتا ہوں تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادات اور میری زندگی اور موت تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے اپنے نفس کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اور کمال عجز سے سوال کرتا ہوں کہ اچھے اخلاق اور نیک اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے کہ کوئی نہیں برائیوں سے بچانے اور بھلائیوں کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا کیا اور زمین و آسمان کو بنایا اور

اللہم انی احمدک واثنی علیک
وابوء لک بالتقصیر فالحمد
والثناء واستغفرک واستعین بک
واعلم انه لا یغفر الذنوب الا
انت ولا یعینی غیرک فی الشدة
والرخاء وواجه وجهی الیک
واسلم نفسی لک نسکی
وصلاتی ومحیای ومماتی
تعالیت عن شراکة الشراکاء
واعوذ بک من شرور نفسی ومن
سیئات اعمالی والحق علیک فی
سوال الهدایة لمحاسن الاخلاق
ومکارم الاعمال واعتقد انه لا
یعیننی من هذه ولا یهدیننی لهذه
الا الذی فطرنی وفطر الارض

والسماء واشهد ان لا اله الا الله
 وحده لا شريك له واشهد ان
 محمدا عبده ورسوله افضل
 الرسل والانبياء صلى الله عليه
 وعليهم وعلى آله واصحابه ما
 تعاقب الملوان وما اظلت
 الخضر واقلت الغبراء اما بعد
 فيقول العبد الضعيف ولي الله
 بن عبدالرحيم الدهلوی عاملهما
 الله تعالى بلطفه وتغشاهما
 برحمته من اعظم نعم الله تعالى
 على ان وفقني لحج بيته وزيارة
 نبیه عليه افضل الصلوة
 والسلام سنة ثلاث واربعين
 والتی تليها من القرن الثاني
 عشر واعظم من هذا النعمة
 بكثير ان جعل الحج حج الشهود
 والمعرفة لا حج الحجب والنكرة
 وزيارة زيارة مبصرة لا زيارة
 عمياء فتلك نعمة اعظم عندي
 من جميع النعم فاحببت ان
 اضبط اسرار تلك المشاهدة كما
 علمني ربي تبارك وتعالى وكما

گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے اور کوئی
 معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور
 گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور
 رسول ہیں سب رسولوں سے افضل اور
 سب نبیوں سے بڑھ کر۔ اللہ کا درود ہو
 ان پر اور ان کے آل واصحاب پر آگے
 پیچھے رات دن میں اور جب تک آسمان
 سایہ کرے اور زمین اٹھائے ہوئے۔
 اما بعد! گذارش ہے عبد ضعیف ولی اللہ
 ابن عبدالرحیم دہلوی خدا تعالیٰ دونوں پر
 مہربانی فرمائے اور رحمت کرے کہ اللہ
 تعالیٰ کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت
 یہ ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی حج بیت
 اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی سنہ ۱۴۳۳ ہجری ایک ہزار ایک سو
 تینتالیس میں اور اس نعمت سے بدرجہا
 بڑی نعمت یہ ملی کہ میرا حج مشاہدہ اور
 مغفرت کے ساتھ ہوا نہ حجاب اور نامعلومی
 کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت آنکھوں
 والوں کی زیارت، نہ اندھوں کی سی
 زیارت سو میرے نزدیک سب نعمتوں
 سے بڑی یہ نعمت ہے۔ میں نے چاہا کہ
 میں لکھ لوں ان مشاہدہ کے اسرار جیسے مجھے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے معلوم کرائے ہیں اور جس طرح مجھے فائدے پہنچے ہیں روحانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو میں نے استفادہ کیا ہے تاکہ میرے لئے یادگار اور میرے بھائیوں کے واسطے باعث بصیرت ہو۔ اس سے امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام میں نے فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہم کو اور اچھا کارساز ہے ہمارا اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے ان مشاہدوں میں سے مشاہدہ اول میں نے خواب میں ایک جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی ان میں سے ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا تھا ان کے دلوں پر انوار اور چہروں پر تازگی اور خوبصورتی ظاہر ہوتی تھی اور وہ وحدت الوجود کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود والوں کا تھا جو ایک طرح کے فکر سریان وجود میں مشغول تھے ان کے دلوں پر شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم کی تدبیر عموماً اور نفسوں کی خصوصاً حق ہے۔ ان کے

استفدته عن روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم تذكرة لى وتبصرة لاخوانى عتسى ان يكون ذلك اداء لبعض ما وجب على من شكرها وسميت الرسالة بفيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم فمن تلك المشاهدة انى رايت فى المنام جما غفيرا من اهل الله شطر منهم اهل الاذكار واليادداشت قد ظهرت على قلوبهم الانوار وعلى وجوههم النضارة والجمال وهم لا يعتقدون وحدة الوجود وشطر منهم يعتقدون وحدة الوجود ويستغلبون بنوع من الفكر فى سرىان الوجود ظهرت على قلوبهم خجالة والحجام فى جنب الحق القائم بتدبير العالم عموماً والنفوس خصوصاً وعلى وجوههم سواد وفحول فاحتج الفريقان قال اهل الاذكار والاوراد الا ترون هذه الانوار

چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے تھے، پس دونوں فرقتے بھشتی ہیں۔ اہل ذکر و ورد لے کہا: کیا تم کو ہمارا انوار و جمال نظر نہیں آتا پس ہم تم سے بہت طریقہ ہدایت پر ہیں اور وحدۃ الوجود والوں نے کہا: کیا سب موجودات کی ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق کے مطابق واقع نہیں؟ پس ہمیں وہ راز معلوم ہو گیا جس سے تم جاہل رہے۔ پس ہم کو تم پر فضیلت ہے جب ان میں تنازعہ بڑھ گیا تو انہوں نے مجھ کو منصف بنایا اور اپنا جگہڑا میرے سامنے پیش کیا۔ پھر میں ان دونوں فرقوں میں منصف بنا اور کہا کہ بعض علوم صادق ایسے ہیں جن سے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن سے نفس تہذیب نہیں پاتا۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کی ہیں اور علوم حقہ میں سے ہر نفس کا ایک مشرب ہے۔ جو اس میں مستغرق ہو جائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو اس میں مستغرق نہ ہو تو مہذب نہیں ہوتا ہے اور نہ اصلاح پاتا ہے۔ سو یہ مسئلہ

والجمال علینا ففخرنا ہدی
طریقة منکم وقال اهل وحدة
الوجود الیس ان اضمحلال
الوجودات فی الوجود الحق امر
حق مطابق للواقع فعلمنا سرّاً
جهلتموه فلنا الفضل علیکم فلما
کثر التشاجر بینہم حکمونی
ورفعوا الیّ مشاجرتہم فقلت
بین هؤلاء ثم قلت من العلوم
الصادقة ما یتہذب بہ النفس
ومنہا ما لا یتہذب بہ النفس
وذلك لان الله تعالیٰ خلق
النفس باستعدادات شتى ولكل
نفس مشرب من العلوم الحقّة اذا
استغرقت فیہ تہذبت وصلحت
واذا لم تستغرق فیہ لم تتہذب
ولم تصلح فہذہ المسئلة وان
کانت من العلوم الحقّة ولکنکم
جمیعا لیست ہذہ مشربکم وانما
مشربکم التوجہ الی الحقیقة
الجامعة بحسب تصرعات الملاء
الاعلیٰ ما اصحاب الانوار فانہم
وان جہلوا ہذہ المسئلة لکنہم لم

اگرچہ علوم حقہ میں سے ہے لیکن تم دونوں جماعتوں کا یہ مشرب نہیں اور تمہارا مشرب تو ضرور حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتوں کے سو نور والافرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا اور ان کے نفوس مہذب ہو گئے اور سنور گئے اور جس کمال کے واسطے پیدا ہوئے تھے اس کو پہنچ گئے لیکن وحدۃ الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے پر مشرب حق کو نہ پہنچے۔ اس لئے کہ جب انہوں نے اپنا فکر سریان وجود میں صرف کیا تعظیم و محبت و تنزیہ ہاتھ سے جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے اس کے قوائے افلاک بحکم فطرت۔ پس عالم ان کی معرفت سے پُر ہو گیا اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب نہ ہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے۔ سوائے وحدت الوجود اور سریان الوجود فی العالم کے قائلو! ظاہر کر دیا تمہارے اس راز کو اس جزء نے جس کے لائق یہ علم نہیں، لیکن وہ جزء جس کا مشرب یہ علم ہے پس

یخطنوا مشربہم من الحق فتہذب نفوسہم وصلحت ویلغت ما خلقت لاجلہ من الکمال واما اصحاب وحدۃ الوجود فانہم وان اصابوا فی المسئلة لکنہم اخطاوا مشربہم من الحق لانہم لما مرجوا افکارہم فی مرعی السریان صناع من ایدیہم التعظیم والمحبة والتنزیۃ التی عرفت بہا الملاء الاعلیٰ رہا وورثتها من قوی الافلاک بحکم الفطرة فامتلاء العالم بمعرفتہم وما ورثوہ منها فلم تتہذب نفوسہم ولم تبلغ ما خلقت لاجلہ فانتم ایہا القائلون بوحدۃ الوجود وسریان الوجود فی العالم نطق منکم بہذا السر جزء ولیس من شانہ هذا العلم واما الجزء الذی مشربہ هذا العلم فانہ اخرس فیکم ممسوخ لا یعلم بہذا السر والاجزاء الفاطنة فیکم وہی العناصر الفلکیۃ فاقدة لما یلیق بہا من الکمال انما الحری بہذا

وہ تم میں گونگا اور مسخ شدہ ہے اور وہ اس راز کو نہیں جانتا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزاء فاطنہ اس کمال کے ہیں بالکل نہیں اس سر کے لئے وہ شخص لائق ہے جس میں یہ جزء بہت راسخ ہو اور اس کو نہکمانہ کر دیں۔ پس ظہورات گھیر لینے والے ہیں وہ دونوں فریق سمجھ گئے اور یوں کر لیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھ کو خاص کیا ان اسرار سے جس میں تمہارا اختلاف تھا اس میں میں نے منصفی کر دی والحمد للہ رب العالمین۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

مشہد میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو دیکھا کہ وہ ایک شے واحد نفس فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت کی ہوئی ہے۔ گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے۔ اس وقت میں نے جانا کہ یہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب تک اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنی روح کی آنکھ سے اس کو دیکھے اور اس میں فنا ہو جائے تو اس کے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اس کا تصرف خلقت میں حق طور پر صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو جہتیں ہیں ایک وجود خارجی کی طرف

السر من كان ذلك الجزء فيه غضا طريا لم يخلقة النشاة المتركة ففهموا هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا من الاسرار التي اختصني رب بها احكم بها بينكم فيما اختلفتم فيه والحمد لله رب العالمين ثم انتبہت مشہد آخر رأيت ببصر روحي تدليا هو شئ واحد متصل في ذاته ساري في العالم كله كان العالم ستارة فوق وهو الداخل فيه وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه العارف وابصره ببصر روحه وفنى فيه قوى تاثره وارشاده وصح له التصرف في الخلق بالحق وهذا التدلي له وجهان فواجه يحذوا حذو الوجود الخارجي وهذا كان لون منطبع في الواح النفوس يسمى بالنور والوجه الثاني يحذو حذو الوجود الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم

میں اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے۔ یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلی ہے نقشبندیہ۔ یہ اسی لئے کہتے ہیں کہ ہم نے نہایت کوہدایت میں درج کیا ہے جو شخص اس تدلی کے وسیلہ سے واصل بذات ہوتا ہے نہیں جانتا سوا اختیار اور ارادہ کے اور اپنے تئیں ڈوبا ہوا ہو جاتا ہے

ایک دریائے ناپیدا کنار میں۔ معرفۃ عظیمہ خدا تعالیٰ کا اور اک جو اپنے بندوں کی طرف علم تدلیات کے ساتھ متدلی ہے۔ اگر روح کی آنکھ سے ہے تو یہ کاملوں کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی شریک ہیں اور اس طرح اس کا کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی داخل ہیں۔ تحقیق

شریف جاننا چاہیے کہ نفس ناظمہ کے واسطے ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہیں ایک تو قیومیہ الہیہ جو بدن کے متعلق ہے اور اس میں حلول کے

والتدلی ولاجلہ یقال ان النقشبندیۃ ادرجت النہایۃ فی البدایۃ ومن وصل الی الذات بواسطۃ ہذا التدلی لم یعلم الا الاختیار والارادۃ وعلم نفسہ مغموراً فی بحر لا ساحل لہ معرفۃ عظیمۃ ادراک الحق المتدلی الی عبادہ باعظم التدلیات ان کان ببصر الروح فہو من مقامات الکمل وان کان بعلم الروح فہو مما یشرک فیہ العوام وكذا استماع کلامہ ان کان یسمع الروح فہو من مقامات الکمل وان کان بعلم الروح فہو مما یشرک فیہ العوام۔ تحقیق شریف اعلم ان للنفس الناطقۃ بصرًا وسمعًا ولسانًا غیر ہذہ الجوارح المحسوسۃ وتحقیق ذلک ان ہنالک لطیفتین احداہما القیومیۃ الالہیۃ المتعلقة بالبدن

ہوئے ہے روح سے قطع نظر سو معرفت
اشیاء میں اس کی دو جہتیں ہیں ایک تو یہ
مبدأ صور سے کوئی عورت مجرد اس پر
افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسرے یہ کہ کسی
شے کا اشیاء میں سے افاضہ کرے اور اس
سے متصل ہو جائے اور یہ اتصال اگر
انکشاف بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو
بصر کہیں گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار
کیا جائے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر
انکشاف العلوم بالافادۃ والاستفادۃ اعتبار
کریں گے تو کلام ہے سو اسی جہت سے
فرد اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو دیکھتا
ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی
سے اللہ سے باتیں کرتا ہے اور ارواح
افلاک اور فرشتوں سے اور جو نیک لوگ گذر
گئے ہوں ان کی ارواح سے باتیں کر لیتا
ہے اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی
ہے اس سے نمہ پر ایک لون یعنی رنگ
نازل ہوتا ہے اور نمہ سے جب بصر پر وہ
لون ایک ہیئت متصل بن جاتا ہے اس
وقت فرد کہنے لگتا ہے کہ میں نے اپنے
آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اں
کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت

الحالة فيه مع قطع النظر عن
النسمة ولها في معرفة الاشياء
وجهان ان تفيض عليها صورة
مجردة من مبداء الصور وهو
العلم وان تفضي الى شئ من
الاشياء ويتصل به وهذا
الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف
البصري يسمى بصرًا واذا اعتبر
بالانكشاف السمعي يسمى
سمعًا واذا اعتبر بانكشاف
العلوم بالافادۃ والاستفادۃ
يسمى كلامًا فمن هذا الوجه يرى
الفرد ربه عزوجل ومن هذا الوجه
يلهم ويكلم من الله ومن ارواح
الافلاك والملاء الاعلى وارواح
من مضى من الصالحين وربما
ينزل لون من رؤية الروح ربها
الى النسمة ومن النسمة الى
جراحة البصر فيتمثل هيئة متصلة
فيقول الفرد رأيت ربي بعيني
وهو صادق فيما قال ومن هذا
الباب ما ادعاه ابن عباس رضی

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور اسی قبیل سے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا اور ایک روز میں نے روح آفتاب سے متصل ہوتے اسے دیکھا اور اس سے سنا۔ میں نے کہا بڑا تعجب ہے کہ جو لوگ تجھ سے روشنی طلب کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے دیکھتے ہیں پھر تیرے منکر ہیں اور تجھ سے مقابلہ کرتے ہیں اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غصہ ہوتا ہے تو اس نے کہا: کیا ان کا تکبر اور ان کی اپنے نفسوں سے خوشی میری جان کی خوشی کا شعبہ نہیں ہے؟ میں ان سب حالتوں میں صورت تکبر کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا اور میری التفات شادانی کی حقیقت کی طرف ہے اور یہ سب خوشیاں میرے ہی نفس کی شادانی ہیں تو پھر کیا کوئی اپنے کمال نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا۔ پس میں نے اسے دیکھا کہ وہ بالطبع اور جبلی فیاض ہے اور اسی طرح تمام افلاک

اللہ عنہما من رؤیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربه ومن هذا الباب کلام موسیٰ علیہ السلام واتصلت يوماً بروح الشمس ورأيتها وسمعت منها فقلت عجباً لک ترین الناس استنواؤا منک واستفادوا منک الغلبة والظهور علی اطوار شتی ثم انهم ینکرون علیک ویزورون بک وانت لا تنقمین منهم ولا تغضبین علیهم قالت الیس ان تکبرهم وابتهاجهم بانفسهم شعبة من ابتهاجی بنفسی فانا فی کل ذلک لا التفت الی صورة التکبر وانما التفت الی حقيقة الابتهاج وانما الکل ابتهاجی بنفسی فهل یجوز لاحد ان یغضب علی کمال نفسه وینتقم من نفسه ثم افضائی الی الشمس فرایتها فیاضاً بالطبع والجبلة وكذا کل فلک ورأیت ارواح الافلاک ملتئمة ومتوافقة. فی علومها

اور میں نے دیکھا کہ ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہیں اپنے علموں اور ہمتوں میں زیادہ ایضاح اگر تو چاہے اس وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو میں کہوں۔ جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے مراد نور بسیط ہے وہ مقید ہوتا ہے قیومیہ کا ایک جسم واحد کے لیے اور تنزل طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج میں کسی معلوم خاص کی صورت میں گو کوئی معلوم ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے۔ پھر اس کا اور اک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہوگا۔ جو نفس کو شامل ہو یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت انسانی یا حیوانیہ یا زمینی اور پانی اور باقی عناصر پر قوت شمس اور قمریہ اور یا اس کا ادراک کسی ایسی خاص شے کے لیے ہوگا جو اس نفس دار کہ کی فہم ہے جیسے زید کا نفس عمرو کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہے تو ادراک نفس کی صفت کے واسطے ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ تجرد کرے اس نقطہ کی طرف کہ وہ اس حقیقت شاملہ فی النفس کے مقابل سے تو باقی رہے گی اس کے ساتھ اور فوقی ہوگی

رہمہا زیادة ایضاح ان شئت ان تکنہ حقیقۃ هذا الوجدان فاصغ لما القی الیک اعلم ان علم النفس الناطقة اعنی بہا نوراً بسیطاً ہو تقلید القیومیۃ الجسد واحد وتنزل الطبیعة الكلية التی ہی النقطة الفعالة فی الخارج بصورة خاصة بمعلوم ای معلوم کان انما یکون عندنا باتحاد المدرک والمدرک ثم دراکھا اما ان یکون لنشأة کلیة تشمل النفس او تشمل جسدها كالصورة الانسانية او الحيوانية او الارض والماء وسائر العناصر او القوة الشمسية والقمرية وامان یکون لشيء خاص یسم لهذه النفس الدراکة مثل ادراک نفس زید نفس عمرو فان کان الاول فصفة ادراک النفس لتلك الحقیقة ان یتجرد الی نقطة ہی بازاء تلك الحقیقة الشاملة فی النفس فتبقى بہا وتفنی عن

اس کے غیر سے اس وقت وہ نقطہ بنفسہا
 بیدار ہوگا اور اس حقیقت کے سب احکام
 اور یہ تجلی ذوقی تحقیقی طور پر روشن ہو جائیں
 گے۔ اس صورت میں ہمارا یہ قول کہ
 مدرک اور مدرک ایک ہو جاتے ہیں پس یہ
 معنی مراد ہیں اور اگر ہوگا امر ثانی تو ادراک
 کی صفت کے واسطے اس حقیقتہ قسمہ لہما
 کی یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ جمع ہوگی
 حضرت میں حضرات طبعیہ کلیہ سے تو
 غالب ہوگا ایک نفس دوسرے نفس پر یا
 اس جزء کی جہت سے جو اس نفس پر
 غالب ہے اور اس قوت پر جو دوسری
 قوتوں سے پیروی طلب ہے یا جہت سے
 اکثر قوتوں کی اس شرط سے کہ قوت منقطع
 نہ ہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی دوسرے
 میں غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور
 کہ ان دو وجہوں کا یہ ہے کہ نفس میں جو
 ایک قوت امانت ہے غالب یا مغلوب
 نفس اس کی طرف یکسو ہو جاوے سو یہ
 کاملوں میں ہے یا قوت غالبہ یہ غیر کاملوں
 میں ہے۔ اور یہاں ایک اور نفس ہے
 جس میں یہ قوت ہے لیکن اس کے احکام کا
 ظہور یہاں بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے

غیرها فينقط هذه النقطة بنفسها
 ويتجلى لها جميع احكام تلك
 الحقيقة تجلياً ذوقياً تحقيقياً
 فهذا معنى قولنا يتحد المدرک
 والمدرک في هذه الصورة وان
 كان الامر الثانى فصفة ادراك
 النفس لتلك الحقيقة القسمة
 لها ان تجتمع معها في حضرة
 من حضرة الطبيعة الكلية فتغلب
 نفس على نفس اما من جهة
 الجزء الغالب على هذه النفس
 والقوة المستتبعة لغيرها من
 القوى ومن جهة اكثر القوى على
 غيرها فاذا لم يكن هذه القوة
 منفردة وجميع تاثير النفوس
 بعضها في بعض انما يكون
 بالغلبة والمحبة وكنههما ان
 تتجرد نفس الى قوة مودعة فيها
 غالباً او مغلوباً وهذا في الكمل
 او القوة الغالبة وهذا في غيرهم
 وهناك نفس اخرى فيها تلك
 القوة لكن ظهور احكامها هناك
 اقل واضعف من النفس الاولى

پہلے نفس سے۔ پس اور اک کیا موثر نے
 موثر کو اور موثر نے موثر کو اس قوت کے
 حس سے اور یہ اس سے مل گئے تو ظاہر
 ہوئے وہ احکام جو نہ تھے اور کبھی یہ قوت جو
 اس نفس میں ہے دوسری قوتوں سے
 بیرونی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مصمحل اور
 نابود ہو جاتی ہے ان میں تو معزول ہو جاتی
 ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوت غالبہ
 باقی رہ جاتی ہے۔ اس وقت کہا جاتا ہے
 کہ اس نفس نے اس نفس میں اثر کیا اور
 اس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ
 اس نفس نے کچھ خارج ہے نہیں حاصل
 کیا بلکہ اپنے ہی جزء کی طرف توجہ کی ہے
 اور اپنی ہی اس قوت کی طرف جو اس میں
 امانت ہے اس قدر کہ سب قوتوں اور
 اجزاء کے احکام نابود ہو گئے تو اس وقت
 غلبہ اور استتباع اس طرف سے اور محبت
 بیرونی اس طرف سے ہوئی تو ضرور ہے
 دو نفسوں کا اتحاد سے سو مطلق نہیں بلکہ
 قوت اور جزء کی جست سے اور نہ کل جگہ بلکہ
 طبیعت کلیہ کی کسی جاتے میں۔ اور اس
 کے یہ ہی معنی ہیں جو ہم نے کہا مدرک اور
 مدرک ایک ہو جاتے ہیں اس صورت میں

فادركت المؤثرة المؤثرة والمؤثرة
 المؤثرة بحاسة تلك القوة
 واشتملت هذه بهذه فظهر احكام
 لم تكن وربما كانت هذه القوة
 فيها مستتبعة القوى الاخرى
 بحيث انه ضمحل متلاشية فيها
 فتعزل عن احكامها وآثارها
 وانما يبقى حكم القوة الغالبة
 فيقال اثرت هذه النفس في تلك
 النفس وفادتها تلك الكيفية
 والحق انها ما اکتبستها من
 خارج بل صرفت عنان توجهها
 الى جزء منها وقوة مودعة فيها
 حتى تلاشت احكام سائر القوى
 والاجزاء فاذن عند الغلبة
 والاستتباع من هذه والمحبة
 والتبعية من تلك لابد من اتحاد
 النفسين لا مطلقا بل من جهة
 قوة وجزء ولا في جميع المواطن
 بل في موطن من موطن الطبيعة
 الكلية وهذا معنى قولنا يتحد
 المدرک والمدرک في هذه
 الصورة واذا عرفت هذا فاعلم

اور جب تم نے یہ جان لیا تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اس کے حالات اور اوصاف ہیں۔ اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہو جانا اس میں اور اس کے سوا کو بھول جانا۔ دوسرا یہ کہ نفس رجوع ہو طرف ملاحظہ اس کی فنا کے درحالیہ مستغرق ہو معنی اتحاد میں پس رنگا جائیگا بسبب مل جانے کے اس سے باوجود کسی قدر جدا ہونے کے اور شعور اس بات کے کہ وہی نہیں ہو گیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے اس حال کو رویت کہتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ غالب ہو جائیں سب احکام ایسی طرح کہ غائب ہو جائے اس قوت کا حکم اور یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر ہوگی ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت اتحاد اور بہ نسبت رویت کے تو افضا ہوگا غالبیت کی جت سے اور قبول کسی قدر مغلوبیت کی جت سے تو کہیں گے زید کے نفس نے کلام کیا عمرو کے نفس سے اور اس نے اس کا کلام سنا اور چوتھا یہ کہ اس قوت کے احکام بہت شدت سے غائب ہو جائیں اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال

ان لهذه النفس بالنسبة الى تلك حالات و اوضاعا احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول عن غيرها وثانيها ان ترجع كل نفس الى ملاحظة نفسها مغمورة في معنى الاتحاد فتتلون بافضاء اليها مع انفكاك ما وشعور انها ليست هي من جميع الوجوه بل وجه دون وجه وهذه الحالة تسمى بالروية وثالثها ان يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم هذه القوة وتصير كالمستتر وحينئذ يظهر لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى الاتحاد بالنسبة الى الروية فيكون افضاء ما من جهة الغالبة وقبول ما من جهة المغلوبية فيقال كلمت نفس زید نفس عمرو وسمعت هذه كلامها وابعاً ان تغيب احكام تلك القوة غيبوبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال طفيف مكنف باحكام اعداد تلك القوة متميز

خفیف محفوظ اس قوت کی ضدوں میں اور ان سے جدا اس وقت کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منقش ہو گئے ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منقش ہو جاتی ہے تو یہ چار حال ہوئے اور ہر ایک کے لیے حکم ہے۔ نہایت غور اور سوچنے کے لائق ہے اور دوسرا الطیفہ نسیم ہے اس میں حاسہ جملیہ ہے وہ فعل سے متصل ہوا کرتا ہے اس وقت اگر کان کا قیاس کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائے گا یا ذوق کی طرف تو نام اس کا ذوق ہو گا جو لمس کی طرف تو لمس کہلائے گا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور ایسی حس مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کا احتلام تو یہ کہ وہ نقطہ جوالہ کو دائرہ جانے سودائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا احتلام یہ کہ کسی مرغوب شے کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آئے اور قوت لاسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو اور وہ اس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن ملے اس کے نفس میں گدگدی

اعناقہا فیقال حینئذ حصلت صورة فی الذهن وانتقشت فیہ انتقاش الصورة فی المرآة فهنا اربع حالات ولكل حکم فکن من المتدبرین والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة جميلة من شانها الاتصال بالفعل فان قبس الى السمع يسمى ذوقاً او الى البصر يسمى بصيراً او الى الذوق يسمى ذوقاً او الى اللمس يسمى لمساً ولعله الذي يسمى حساً مشتركاً ومنه يقع الاحتلام لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة الجواله دائرة فالدائرة لبست فی الخارج انما هو من احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق ان يرى الانسان شيئاً مرغوباً من المذوقات فينفصل الریق من اللسان واحتلام اللمس ان يقرب من الانسان انسان يدغدغه ولما يتصل من بدنه ويجد دغدغة فی نفسه واحتلام

ہو اور احتلام کان کاراگ کے سر اور اشعار کی وزن جاننے پس نمہ قویہ جو اس ظاہر کی طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ و سامعہ و ذائقہ و لامہ سے لذت اٹھاتا ہے اور اگر سچ پوچھئے تو اس مشترک سے تمام حواس ظاہر اور ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی ہیں بسا اوقات یہ حاسہ مستقل ہوتا ہے اور خیال عرش سے اپنے موافق موجودات مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن اور ملائکہ پیشکل ہوتے ہیں۔ مشہد آخر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور میں نے دریافت کی حقیقت اس کی عبادت بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی روحانیات سے اور ایک ہیئتِ راسخہ ہے اس میں جو روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان اور اک کر لیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراکِ انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہو جاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو گروہیں بن جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ ہے

السمع معرفة وزن النغمات
والاشعار فالنسمة القویة لا
يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل
تلتذ بصرها وسمعها وذوقها
ولمسها وان شئت الحق فهذه
الحاسة هي التي يتم بها
ادراكات الحاسة الظاهرة واذا
انكفت الارواح من ابدانها ربما
استقلت هذه الحاسة وابدع من
خیال العرش موجودات مثالية
على حسبها كما يتشكل الجن
والملائكة مشهد آخر رایت
لكل من شعائر الله نورا يعلوه
فطنت بحقيقة انما حقيقة النور
مناسبة الشئ بالروحانيات وهيئة
راسخة فيه هي من اثر
الروحانيات فيدرک الانسان من
هذه الهيئة بحاسة روحه ادراكاً
انطباعاً بان ينشرح وينفسح
ويزداد مناسبة بالروحانيات
والناس اذا توجهوا الى شعائر
الله صاروا احزاباً. فحزب انما

کہ اپنی نیت اور عزیمت کے سبب نفع پائے یعنی جو کام کرے اللہ کے واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شاعر اللہ سے ہے۔ ایک وہ گروہ ہے کہ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے پس وہ نور سے معلوم کرتا ہے اس کی قوتہ ملکیت غالب آجاتی ہے قوتہ ہیہہ پر ایک وہ گروہ ہے جو اس نور میں غور کرے اور ادراک کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شاعر اللہ کی پس وہ متحیر ہو جائے۔

مشہد عظیم و تحقیق شریف
حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا اس تدلی عظیم و جلیل کی حقیقت پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے۔ مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہونا ہے وہ تدلی متمثل ہے۔ عالم مثال میں منفسر ہے۔ کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین پر اور کبھی منفسر ہے کتب آسمانی سے عموماً و خصوصاً قرآن عظیم سے اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ پس میں نے پہچانا اس تدلی وحدانی فی ذاتہ کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں موافق

یتنفع بنیتها وعزیمتها حیث فعلوا هذا الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله وحزب تنفتح حذقه من احداق روحها فتحسر بالنور فتغلب قوته الملكية على البهيمية وحزب تمنع في هذا النور فتدرك التدلی الذی هو اصل هذه الشعائر فبهته امره مشہد عظیم و تحقیق شریف اطلعنی الحق تعالیٰ علی حقیقة التدلی العظیم الجلیل المتوجه الی نوع البشر المراد منه تیسیر اقترابهم الی الله المتمثل فی عالم المثال المنفسر تارة بالانبياء عامة ونبينا محمد صلی الله تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین خاصة وتارة بالکتب الالهية عامة والقرآن العظیم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالكعبة فعرفت هذا التدلی الوحسانی فی ذاته المتبرز فی برزات کثیرة بحسب

معدات خارجیہ یعنی انسان کی وضعوں اور عادتوں کے اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہیں ایسی کہ جو منتقل ہو جائیں تو وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کے ساتھ ہوں اس سے جدا ہوں آمادہ کریں حظیرہ قدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کے واسطے اس تدلی جلیل سے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا چاہے اور مستعد ہو واسطے اس کے عالم موافق اوضاع طویہ اور سفلیہ کے اور حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر اور ایک کو دوسرے سے پہچاننے پر اس خصوصیت سے جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اس کے لئے ہم بیان کریں گے تجھ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس وحدانیت کی حقیقت اور اسکے انفسار کی کیفیت۔ جان لو کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اس نے پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اس سے تو اس کے مدارک میں صورت علمیہ تھی جس کی دو جہتیں ہیں ایک اس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت وجود ذہنی کی

المعدات الخارجة اعنى اوضاع البشر وعاداتهم ومركوزات اذهانهم التي اذا انتقلوا الى البرزخ كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم معهم لا تفارقهم فيعدون في حظيرة القدس لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلى الجليل ثم ينزل في العالم الجسماني متى اراد الله ومتى ما استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية والسفلية واطلعت على حكمة الانفسار وعلى تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت لذلك فنحن نبين لك انشاء الله هذه الحقيقة الوجدانية وكيفية انفسارها. اعلم ان الشخص الاكبر لما تقرر في الخارج كان اول شئ منه ان عرف ربه واخبت له فكانت في مداركه صورة علمية لها وجهان وجهه يحذو حذوها في الشخص الاكبر من

طرف جس سے نفس معلوم ہو جائے اور اس جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالیٰ سے اور یہ نصیب میں ہے شخص اکبر کے اپنے رب کی معرفت کے سبب اور اس کے لئے مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں۔ اور جو کچھ اس کے جوف اور خیر میں ہے۔ پس صرف اس کے نصیب میں اپنے رب کی معرفت سے تنزل ہے۔ تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید ہیں پس یہاں نازل ہوتی ہے بقدر متجلی لہ اور فیہ کی اور رعایت یہ کی جاتی ہے اس تنزل میں احکام جانبین کی پس یہ بڑی معرفت ہے اس کو خواب ڈٹے رہو۔ غرض جب فلک اور عنصر پر روح ظاہر یا خفیہ کا توال اس سے جو امر ظاہر ہوا یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اس کے ساتھ خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی و سرشتی شخص اکبر سے ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کی اصل اور مبدہ وجود ہے اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر نے اور جو اس میں تدلی منعقد ہے

الجسم والجسمانیات والروح والروحانیات ووجه یحذو بحذو الوجود الذہنی ویصیر نفس المعلوم وبهذا الوجه الاخير تدلی من تدلیات الحق جل وعز وهذا نصیب الشخص الاکبر من معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل من فی جوفه وحیزه فانما نصیب عن معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلی فی منزل مقید فینزل هنالک بقدر المتجلی له وفیه ویراعی فی هذا التنزل احکام الجانبین فهذه معرفة عظيمة عض علیها بنواجذک وبالجملۃ فلما انحاز کل فلک وعنصر بروح ظاهرة او خفیة کان اول امر ظہر من احکامه انه عرف ربه واخبت الیه واستمد فی ذلک استمداد جلیاً بالشخص الاکبر لانه اصله ومبداء وجوده وتوجه الی الذات فقط کما کان الشخص الاکبر متوجها الیها فقط ولکن اعد

واسطے فیضان صورت کے ایک خاصہ ہے اپنے مدارک میں اور یہ معرفت دوسری ہے پھر جب معین ہونیں مثالیں جن کو رب النوع کہتے ہیں تو تعین واسطے ہر نوع کے اس کے احکام جو کہ متمیز ہیں دوسرے نوع کے احکام سے اور یہ عالم مثال میں اور ان میں سے انسان ہے سو یہ سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے معرفت کے اور مہمل چھوڑا گیا اور اس میں امانت رکھی گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کی تار سے نغمے ڈھونڈتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو ابعاد حاصل ہوں گے ایسے ایسے نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصرہ عقلیہ سے پھر بعض ابعاد کو بعض ابعاد سے مرکب کرتا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں تک کہ لمن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص میں پھر جان جاتا ہے پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا

الشخص الاکبر والتدلی المنعقد فیہ لفیضان صورة خاصة فی مدارکہ وهذا معرفة اخرى ثم لما انحازت المثل وهی التي تدعی باریاب الانواع تعین لكل نوع احکامہ متمیزة عن احکام نوع آخر وکان ذلک فی المثل وکان منها الانسان فتمیز من سائر الانواع بقسط من المعرفة ولم یترک سدی وادع فیہ الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من هذا المثل الانسانی علی طريقة القسمة الانحصاریة کما ان صاحب الموسیقی یتفحص عن نغمات الوتر فیجد کذا وکذا نغمة لا یزید ولا ینقص ثم یقول لو انا رکننا نغمة بنغمة حصل لنا الابعاد کذا وکذا لا یزید ولا ینقص کما یعطیه القسمة الحاصرة العقلیة ثم یرکب الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتی ینتظم الالھان محصورة فی عدد خاص فیحفظها ویصرف لكل حکما وخاصة ووقتا فیظھر لھنا هذا الیوم فی تلک الساعة فی

ہے کہ یہ راگ آج اس وقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اس روز اور اس وقت کا ہے اسی طرح بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو اب تک اس کے عجائب تمام نہ ہوں۔ پس اور یہ سب انفسار ہیں جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم میں اور اس کی استعدادیں اور قوتیں مختلف تھیں کہ بعض ذکی اور بعض کند ذہن اور بعض صاحب نفس قدسیہ اور ان کی ہمتیں اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف اور ان کی خلاصہ بشریت حظیرہ قدس میں تو اس جگہ ایک امر واحد کہ ان پر اسم واحد کا واقع ہوتا ہے اور نسبت کئے جائیں مثال واحد کی طرف وہ انسان الہی ہے اور باہم قریب ہیں ان کے امورات اور مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہاں وہ عالم مثال میں ان کے واسطے قدم صدق ہو گیا اور مقام معلوم ان کی نسبت اور ان کے نصیب ان کے رب کی طرف سے تو نفوس انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ اور ہیئت فاسقہ جسمانیہ کی کثافت سے تو اٹھالیے گئے حظیرہ قدس کی طرف

ذلک المجلس ولحنا آخر فی یوم وساعة اخریین وهکذا الی غیر النہایة فلو ان عمره امتد الی الابد ما انقضى عجائبه وهی کلها انفسار لما علمه اولاً بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص البشریة فی عالم الجسم واختلفت استعداداتهم وقواهم منهم الزکی ومنهم الغبی ومنهم صاحب النفس القدسیة ورجعت الی اللہ همهمهم ونفوسهم وخلاصة بشریتهم فی حظیرة القدس فصاروا هنالك كالامر الواحد یقع علیهم اسم واحد وينسبون الی مثال واحد هو الانسان الالهی ویتقارب امورهم ومدارکهم تنزل هذا التدلی الاعظم هنالك فصار ذلک فی عالم المثال قدم صدق لهم ومقاما معلوما بالنسبة الیهم ونصیباً لهم من ربهم فكانت النفوس الانسانیة اذا تجردت عن وسخ العادات الحيوانیة والهیئات الفاسقة الجسمانیة قطفت الی هذه الحظیرة فبرق

اور ایک جگہ برق جلال چمکی پھر وہ پیغمبر ہو گئے اور ایک ایسی حیرت میں رہ گئے نہیں معلوم کہ کہاں تھے کہاں ہیں اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں اس وقت تدبیر حق اس بات کی مقتضی ہوئی کہ یہ تدلی اس کی جانب حرکت کرے اور اترے اور شخص منفسر ہو جاوے یہاں تک اس سے قرب آسان ہو جاتا ہے اس سے رنگے جاتے ہیں۔ اس وقت منفسر ہوتے ہیں انفسارات اور موافق معادات کے پس اس انفسارات میں نبوت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں اور ہم صحبت ہوتے ہیں تو جو ان میں بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے وہ اپنے سے کم رتبے والوں کو تدبیر منزلی و سیاست مدنی میں تو مسخر کر لیتا ہے ہو جاتی ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا اگر یہ زندہ رہیں تو اس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند رفاقت اتفاقات ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مرجائیں تو اسے ساتھ لے جائیں اپنے برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہو جاتا ہے بعد

هنالك بارق جلال ثم يتحذر وتبقى حائرة كهيفة لا تدرى من اين الى اين. هل للعود حيلة فاقترضى تدبير الحق ان يتحرك اليهم هذا التدلى وينزل ويتشخص وينفسر حتى يتيسر اقترابهم اليه وانصباغهم به فانفسر انفسارات بحسب المعدات فكان من تلك الانفسارات النبوة وذلك ان الاشخاص لما اضطحبوا فيما بينهم سخر الاكمل الاعقل الاوثق من كان دونه فى تدبير المنزلى والسياسة المدنية فكانت دیدن البشر وخلقهم وامرا مركوزا فى اذهانهم فلو عاشوا وجدوا ذلك فى صدورهم كالارتفاقات الضرورية الاولى من غير تامل ولو ماتوا جروا ذلك معهم الى برزخهم ومعادهم فصار ذلك معد الانفسار هذا التدلى بصورة جسمانية هى تقدم شخص انسانى على سائر الاشخاص وصدورهم عن رايه ونفخت فى

اس تدلی کی انفسار کے واسطے صورت جسمانیہ میں اور وہ تقدم انسانی ہے سب اشخاص پر اور اس کا صادر ہونا اس کی رائے سے اور پھونکی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح الہیہ تو ظاہر ہوتی ہیں اس کی برکتیں اور ہو جاتی ہے نبوت و رسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجاہدت اور تخیر کے ہو نہ فقط فیضان علوم اگرچہ انقیاد کی ان میں سے بالتبع رغبت کریں اور نہ میری مراد نبوت جامعہ شہیدیت ہے جیسے کہ ہمارے سردار اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے اور ان انفسارات میں سے ایک نماز ہے اور یہ اس لئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہیں اور وہ کالبدن یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط ہوتے ہیں اس کی صورت کے ساتھ اور اس کی طرف احکام مدح و ہجو کے منصرف ہوتے ہیں اور وہی ذکر کی جاتی ہے اور اسی کی خبر بھی جاتی ہے اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے اور یہی ہے طبیعت اور دعاء بشر اور یہی ذہنوں میں جما ہوا امر ہے پس حق تعالیٰ چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت ہدایت نفوس

هذه الصور الجسمانية روح الهية وظهرت برکاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعنى صامن النبوة ما كان على وجه الرياسة المقدم والمجادلة والتسخير لا فيضان العلوم فقط وان استتبع انقياداً منهم بالتبع ولا النبوة الجامعة الشهيدية كما كان لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم وكان من تلك الانفسارات الصلوة وذلك لان كل خلق عند البشر له افاعيل هي شجه وهيكل في المحسوس ينضبط السر المعنوي بذلك الهيكل وينصرف الاحكام من مدح وهجو اليه وهو الذي يذكر ويخبر عنه ويشار به الى الخلق وهذا طبيعة البشر وديدنهم ومركز اذهانهم فاصطفى الحق خلق من اخلاق البشر وهيئة من هيئات نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم موصورة صباغهم بالمقام المعلوم في حظيرة القدس واعنى بذلك الخلق والهيئة الاحسان والتخشع لربه

سے اور رنگ ان کی روحوں کے رنگوں سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ حظیرۃ القدس میں اور میری مراد خلق اور ہیئت سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہدایت ظلمانیہ فاسدہ سے پس بخلق امتزاج نفس بالہیوانیہ کے خیر میں موجود ہے لیکن وہ بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم سے جو عالم حظیرۃ القدس میں ہے اور اس خلق کو کر دیا ہے گویا ہو ہو جیسا بدن کو کر دیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان افعال واقوال کو چن لیا کہ جو اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور اس پر منطبق ہوتے ہیں پھر اس کو گویا کہ ہو ہو کر دیا اور اسی انفسارات میں سے کتب آسمانی ہیں اور یہ اس لیے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا کہ وہ کتابیں لکھیں اور رسالے جمع کریں تاکہ زمانہ دراز تک نفع دیں اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص مضبوطی واستحکام کے ساتھ باقی رہے غلطی نہ ہو اور روایت بالمعنی میں غلطی اور نسیان خلل انداز نہ ہو اور یہ کتابت ان میں پھیل گئی۔ پھر اس تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کی مقابل اس کے جو اشخاص انسانی میں تھا تو پس جو رسول بہرہ یاب

والتنظف عن هیئات ظلمانیة فاسدة فہذا خلق موجود فی حیز امتزاج النفس بالہیوانیة لکن اشبه الاشباہ بالمقام المعلوم الذی فی عالم حظیرة القدس فجعله کانه ہو ہو کما جعل البدن کانه النفس ثم اصطفی افعالا واقوالا یکون تفسیر ولذلک الخلق وتنطبق علیہ فجعلها کانها ہو وکان من تلک الانفسارات الکتب المنزلة وذلک لان اشخاص الانسان الهموا بكتابة الکتب وجميع الرسائل لینفعهم فی الازمنة المتطاولة والاقطار المتباعدة ویبقى نص صاحب الکتاب غضا طریا ولا یخله غلط فی الروایة بالمعنی ولا نسیان فکثر ذلک فیہم فتحرك هذا التدلی بصورة اخرى حذو ما عندهم فصار الرسول المحتطی بالبوارق المختطفة له من البشریة الی حظیرة القدس خادماً لارادة الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلیٰ اومجاداتهم للبشر فی

انوار الہی ہیں اور جو بشریت سے حظیرہ
قدس کی طرف اٹھالیے گئے ہیں ارادہ الہی
کے خادم ہو گئے۔ پس منعقد ہوئی علوم
ملائکہ اور ان کا مجادلہ شبہات فاسقہ میں
رحمت رب کے ارادہ سے اور الہام خیر
سے ان کے سینہ میں از روئے وحی متلو
کے رسول کے مدارک میں پس منتظم
ہو گئے کتاب اور پہلی کتاب اور اسی طرح
توریت اور اس سے پہلے صحیفہ تھی کہ
مشمول تھی ان علوم پر جو نبی کے قلب
میں پہنچی پھر است میں سے جس نے چاہا
جمع کر لیا اور ان انفسارات میں سے ملت
ہے اور یہ یوں ہے کہ اشخاص بشر کو
آپس میں رسمیں منعقد کرنے کا الہام ہوا
تو منعقد ہوئیں رسوم مدنیہ اور رسوم معاشیہ
معاملیہ اور یہ امر ان کے نہایت امر ضروری
میں سے ہوا اور ان کے ضروریات علوم
میں داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو
قابل انعقاد ایسی رسم کا جس میں رصائے
الہی اور برکت نور ہو سو وہ شرع اور ملت
ہے اور ان انفسارات میں سے کعبہ
شریف ہے اور یہ یوں ہوا کہ لوگ
حضرت سیدنا ابراہیم ؑ سے قبل مشغول
ہوئے عبادت گاہوں اور کنسیہ بنانے میں
پس انہوں نے بنایا مکان آفتاب کے

شبہاتہم الفاسقۃ ارادۃ رحمۃ
ربہم والہام الخبر فی صدورہم
وحیاً متلو فی مدارک الرسول
فانتظم الکتاب واول کتاب
کذلک التورۃ وانما قبلہ صحف
یشتمل علی علوم فاضت علی
قلب النبی فجمعہا من شاء من
الامۃ وکان من تلک الانفسارات
الملة وذلک لان اشخاص البشر
الہموا عقد الرسوم فیما بینہم
ف عقدوا رسوماً مدنیۃً ورسوماً
منزلیۃً ورسوماً معاشیۃً ومعاملیۃً
وصار ذلک من صمیم امرہم
دخل فی ضروریات علومہم
فجعل اللہ قلب النبی قابلاً
لانعقاد رسم یعلم من ربہ فیہ
روح الہی وبرکۃ ونور وهو الشرع
والملة ومن تلک الانفسارات
بیت اللہ وذلک ان الناس قبل
سیدنا ابراہیم توغلو فی بناء
المعابد والکنایس فبنوا بناء
علی اسم الشمس فی وقت یغلب
فیہ روحانیۃ الشمس وکذلک
القمر وسائر الکواکب وزعموا
ان من دخل بھذہ السوت اقترب

نام پر وقت غلبہ روحانیت آفتاب کے اور اسی طرح ماہتاب اور باقی سیاروں کے نام پر اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو شخص جس مکان میں داخل ہو گا وہ اس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروریات میں شامل ہو گیا اور توجہ ہو گئی بسیط کی طرف جس کے واسطے کوئی جہت متعین نہیں مثل امر بعید کے پس نازل ہوا حضرت سیدنا ابراہیم کے قلب پر مقابل میں اس کے جو اس زمانہ میں تھا اور انہوں نے ایک جائے مقرر کی اس امر کے واسطے مناسب سمجھی کہ وہاں قوائے افلاک و عناصر بقا کے مقتضی ہوں اور جاذب ہوں لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف اور مقرر کئے طریقے اور وضعیں تاکہ لوگ اس کی تعظیم کریں اور تبدیلی کی ان کی طرف کہ ان پر اس کی تعظیم واجب ہے اور یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات میں جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ مقررہ عادت کی طرف دیکھتا ہے جو بری ہوتی ہیں ان کو منع فرماتا ہے اور جو اچھی ہوتی ہیں ان کو قائم رکھتا ہے اسی طرح وحی منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلموں اور اسلوبوں میں جو متلو اس شخص کے ذہن میں نہیں جو اس کی طرف وحی کی گئی ہیں اور اسی واسطے اللہ

بصاحبہا والحق ذلک بالضروریات وصار التوجه الى الامر البسيط مالم يتعين له جهة وموضع كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم حذو ما كان في زمنه واصطفتى موضعاً علمه مناسباً لهذا الامر بان يكون هنالك قوى الافلاك والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة الناس اليه وعين لتعظيم الناس اياه طرقتاً واوضاعاً وتدلى اليهم بايجابه عليهم واعلم ان الشرايع لا تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان منها فاسداً سجل على تركه وما كان صحيحاً ابقى وكذلك الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك اوحى الله الى العربى باللغة العربية والى السريانى باللغة السريانية وكذلك الرويا الصادقة لا يكون لا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة وكذلك لا

نے عرب والوں کی طرف عربی زبان میں وحی کی اور سریانی زبان والوں کی طرف سریانی زبان میں اور اسی طرح سچے خواب منعقد ہوتے ہیں ان صورتوں اور خیالوں میں جو ذہن میں پوشیدہ ہیں۔ اسی واسطے کورما در زاد خواب میں رنگ نہیں دیکھتا اور نہ شکلیں اس کا خواب لمس اور سنا اور چکھنا اور سونگھنا اور بھم ہے اور جو بہرا مادر زاد ہو وہ خواب میں کچھ سنتا نہیں اس کا خواب دیکھنا اور چھونا وغیرہ ہے اور جو تو بچ پوچھے تو کوئی صورت عالم میں افاضہ غیبیہ کے ساتھ منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ یہ افادہ عادتہ ہو یا غیر عادتہ مگر موافق احکام اس عالم کے ہو بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہیں اس عالم کے ساتھ مخصوص ہیں جس طرح یہ گھوڑا کہ کل مشخصات اس کے داخل ہیں عالم فرسیہ میں گویا گھوڑا احتمال ہے کہ طول اس کا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ چار ہاتھ نہ زیادہ ہوں گے نہ کم تو یہ نہ ہوں گے مگر اسی عالم میں نہ اور جائے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جن سے یہ نوع دوسرے نوع سے ممیز ہے سب امور میں جو داخل ہیں عالم جنسیت میں پس اب اس وضع ہر فائض کے واسطے

یری الاکمه فی المنام الالوان ولا الاشکال وانما منامه اللمس والسمع والذوق والشم والوهم والاصم الذی ولد اصم لا یسمع فی منامه صوتاً وانما رویاه البصر واللمس وغیرهما وان شئت الحق فلا تنعقد صورة ما باضافة غیبیة فی نشأة سواء کانت هذه الافاضة عادية او خارقة العادة الا باحکام تلك النشأة انما یکون مشخصاتها التي منعت الشركة الوان او اشکالا خاصة بتلك النشأة کهذا الفرس مشخصاته کلها داخل النشأة الفرسیة کان الفرس یحتمل ان یکون طول اربع وزرع وازید من ذلک وانقص فکان هذا اربع ذرع لا یزید ولا ینقص فلهذا لیس الا فی تلك النشأة لا غیر وکذلک ممیزات النوع التي میزت هذا النوع من النوع الاخر کلها امور داخله فی النشأة الجنسیة فاذا کل فائض بهذا الوضع بخصوصیة له لا بد معد من تلك النشأة خصصه

خصوصیت کے ساتھ ایک ایسا معد اس عالم میں سے ضروری ہے جس نے اس کو اس وضع کے ساتھ خاص کیا۔ باقی رہی یہاں ایک بات وہ یہ ہے کہ ایجاد صورتوں کا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی اور شعائر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان امور پر جن سے اطمینان نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اس کے واسطے معد ہیں ان کے سمات سے کیونکہ تدلیات سے یہ مراد ہے کہ بند نے اپنے رب کی بندگی دل سے کریں اس طرح سے کہ اس کے زیادہ کرنے پر قادر ہوں پھر اپنے اعضاء اس کے موافق عادی بنادیں پس جس وقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گز کا ہو ایسا ہی کیا گیا کیونکہ یہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں جو اس سے دلوں کو اطمینان آجائے لیکن شرائع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہیں ہاں یہاں ایسی برکتیں ہیں جو سچ کو جھوٹ اور حق کو باطل سے جدا کر دیتی ہیں اور بسا اوقات تیرے دل میں یہ بات کھٹکتی ہو کہ ہر تدلی میں خرق عادت کا ہونا ضرور ہے تو کیوں کہ مشہور کے موافق ہو گا تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل اور پیچیدہ پر ٹھہر نہ جا بلکہ کرید کر اس امر کی پس اصل شے کی عادت

بذلک الوضع بقى ههنا شئ وهو ان ايجاد الصور امره على الامكان والتقدير والتدلى والشعائر امرها على المسلمات والمشهورات والامور التى تطمئن اليها النفوس فلذلك كان كل تدلى له معد من مسلماتهم اذ المراد بالتدليات ان يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقياداً لا يقدرّون على الزيادة عليه ثم يدبّون جوارحهم على حسب ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان عشرة اذرع جعل كذلك لانه ممكن وان لم يكن مشهوراً يطمئن اليه القلوب واما الشرايع والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم. نعم هنالك بركات تميز الصدق من الميز والحق من الباطل وربما يختجل فى قلبك ان كل تدلى لابد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق المشهور فنقول لا تقف على الامر المجمل المطوى على غيره بل محض الامر فاصل

پر ہے اس سے تجاوز نہیں ہوتا۔ رسول فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجبی اور نہ گھر نور کا لیکن اس پر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت ان دونوں امروں کے فرق میں نہیں سمجھتے تھے تو اعتراض کرتے تھے کہ رسول فرشتہ ہو اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے، تو اللہ نے ان کے قول کو رد کیا اور ان کے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح رسول کے غلبہ کی صورت یہ نہیں کہ فرشتہ اس کے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے اسے دیکھیں جیسا اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان وغیرہ میں اس کی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہوں کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اس پر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن وحدیث شریف کو اس کا اور اس کے فروع کا بیان کرنے والا پایا ہے۔ نہ ایک مسئلہ میں بلکہ بہت سے مسائل میں والحمد للہ اولاً و آخراً۔

انسى على العادة لا يجاوزها
ماكان الرسول ملكا ولا كان
الكتاب عجميا ولا كان البيت
من نور ولكن يظهر عليه بركات
لا توجد في غيره فبالبركات
تخرق العادة لا بالاصل وكان
كفار قریش لم يفهموا حكمة
الحق في الفرق بين هذين
الامرين فكانوا يقترحون ان
يكون الرسول ملكًا وقالوا
مالهذا الرسول ياكل الطعام
ويمشى في الاسواق فرد الله
عليهم مقاتلهم وفضح اعتقادهم
الفاقد وكذلك ماكانت صورة
غلبة الرسول ان يكون معه ملك
يشهد له او ينزل اليه من السماء
كتاب وهم يرونه بابصارهم كما
صرح الحق من سورة الفرقان
وغيرها بل كانت صورة غلبة
الملوك بالمجاهدات والحروب
وهذه قضية قضی بها الوجدان
ووحدنا السنة والقرآن مبينين لها
ولفروعها لا في مسألة واحدة بل
في مسائل كثيرة والحمد لله
اولاً و آخراً.